ڈاکٹر ابرار عبدالسلام

آبِ حیات میں آزاد کی اصلاحیں.... ایک تحقیقی مطالعہ

Corrections made by Azad in Aab-e-Hayat: a Research Study

Dr. Abrar Abdul Salam, Lecturer, International Islami University, Islamabad, Pakistan.

Abstract:

Mohammad Hussain Azad was a great Urdu writer who developed Tazkira Nigari into literary historiography with his peculiar style. His masterpiece Aabe Hayat, is an important and valuable literary achievement. In this article an aspect of his literary temperament is highlighted.

In Abe Hayat he has quoted verses of different poets, sometimes with corrections according to his own literary taste, which is duly presented in this article.

''آبِ حیات'' (۱۸۸۰ء) ایک تاریخی دستاویز ہی نہیں ایک خلّاق فنکار کے تخلیقی ذہن کی کرشمہ سازی بھی ہے۔ ایسی کرشمہ سازی جس کی بدولت ایک تحقیقی و تاریخی دستاویز، ایک شاہ کار ادبی تخلیق کی صورت اختیار کر گئی۔ آزاد ایک ایسے تخلیقی ذہن کا مالک تھا جو ضرورت پڑنے پر اشعار کی مدد سے واقعات تراش لیتا اور موقع پڑنے پر شعر کی تخلیق سے اصلاح تک کا کام سرانجام بھی دے دیتا تھا۔ اسی تخلیقی تخیل کے مظاہر ''آبِ حیات'' کے صفحات میں جا بہ جا دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اگرچہ آزاد کا یہ عمل، تحقیق میں کسی طور قابلِ ستائش نہیں سمجھا گیا لیکن آزاد کی انھیں گل کاریوں نے ''آبِ حیات'' کو ایسی لافانی تخلیق بنا دیا جو سوا صدی کا عرصہ گزرنے کے بعد آج بھی اسی طرح مقبول ہے جیسے ایک صدی قبل مقبول تھی۔

آزاد نے ''آبِ حیات'' میں واقعات کی پیش کش اور اشعار کے درج کرنے کے سلسلے میں جا بہ جا خود ساختہ تبدیلیاں روا رکھی ہیں۔ واقعات کے سلسلے میں کسی اور وقت روشنی ڈالی جائے گی۔ فی الوقت میرا مطمعِ نظر شاعری میں تبدیلیوں سے متعلق ہے۔ آزاد نے ''آبِ حیات'' میں بے شمار

اشعار درج کیے ہیں۔ یہ اشعار شعرا کے انتخابِ کلام کے سلسلے میں بھی درج ہوئے ہیں اور واقعات کی پیش کش کی ضمن میں بھی۔ اپنے موقف کے ثبوت میں بھی اور کسی موقف کی تردید میں بھی۔

''دیوانِ ذوقؔ'' پر آزاد کی اصلاحوں کے حوالے سے حافظ محمود شیرانی نے بالتفصیل روشنی ڈالی ہے لیکن یہاں ''آبِ حیات'' میں منقول شاعری کے نمونوں سے بحث کی جائے گی خواہ یہ نمونے ذوقؔ کے حوالے سے درج ہوئے ہوں یا کسی اور شاعر کے سلسلے میں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ آزاد نے ذوقؔ ہی کے اشعار پر اصلاحیں نہیں دیں بلکہ جہاں کہیں بھی موقع ملا ہے ان کا تخلیقی ذہن اس طرح کی بے طلب اصلاحیں خاموشی کے ساتھ دیتا چلا گیا ہے۔ آزاد کے بیان کے مطابق، ''مرزا مظہر خلافِ وضع اور بے اسلوب حالت کو دیکھ نہ سکتے تھے لہٰذا جہاں کہیں بھی وہ کسی کج روی یا خلافِ وضع حالت کو دیکھتے، ان کی طبیعت بے چین ہو جاتی اور جب تک وہ اس کو درست نہ کروا لیتے انھیں سکون قلب حاصل نہ ہوتا''[۱] آزاد بھی اسی طرح کا لطیف مزاج رکھتے تھے۔ وہ جہاں کہیں بھی کسی واقعہ یا شعر میں خلافِ وضع اور بے اسلوب حالت کو دیکھتے ان کا تخیل فوراً حرکت میں آ جاتا اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے جب تک اسے اپنی لطافتِ طبع اور مزاج کے مطابق نہ کر لیتے۔

''آبِ حیات'' میں مذکور واقعات اور مندرج اشعار میں آزاد کی خود ساختہ تبدیلیوں کے کئی محرکات ہیں۔ کہیں ان تبدیلیوں کا محرک آزاد کی پسندیدگی یا ناپسندیدگی میں تلاش کیا جا سکتا ہے تو کہیں کسی شاعر کی ادبی ساکھ کو مجروح کرنے یا اسے مقامِ بلند عطا کرنے میں مضمر ہے۔ کہیں ان اصلاحوں کا مقصد اپنی مرضی کے نتائج برآمد کرنا ہیں تو کہیں اپنے اعتراض کی گنجائش پیدا کرنا۔ آزاد کے اس عمل نے ایک طرف ان کی محققانہ حیثیت کو مجروح کیا ہے تو دوسری طرف اس کے عواقب ان کے اہلِ خانہ کو مطعون ہونے کی صورت میں بھی بھگتنا پڑے۔ مزید یہ کہ اس عمل نے آزاد کے حوالے سے بہت سی غلط فہمیوں کو بھی جنم دیا ہے۔ ثبوت میں صرف ایک مثال پر اکتفا کروں گا۔ آزاد نے ''آبِ حیات'' کے دوسرے ایڈیشن میں ایک مشاعرے کا حال قلم بند کیا ہے۔ جس میں خواجہ حیدر علی آتشؔ اور شیخ امام بخش ناسخؔ نے اپنا کلام پڑھا۔ واقعہ یہ ہے:۔

''ایک مشاعرے میں خواجہ صاحب نے مطلع پڑھا:

سرمہ منظورِ نظر ٹھہرا ہے چشمِ یار میں
نیل کا گنڈا پنھایا مردمِ بیمار میں

شیخ صاحب نے کہا سبحان اللہ،خواجہ صاحب کیا خوب فرمایا ہے۔

سرمہ منظورِ نظر ٹھہرا جو چشمِ یار میں
نیلگوں گنڈا پنھایا مردمِ بیمار میں

خواجہ صاحب نے اٹھ کر سلام کیا اور کہا" جائے استاد خالیست"۔آزاد کی سمجھ میں نہیں آتا کہ بیمار میں گنڈا کیوں کر پنھاتے ہیں۔گنڈا بیمار کو پنھایا کرتے ہیں اور اس سے زیادہ تعجب شیخ صاحب کے مطلع کا ہے فرماتے ہیں کہ۔

یوں نزاکت سے گراں ہے سرمہ چشم یار میں
جس طرح ہو رات بھاری مردم بیمار میں

یہاں بھی میں بے معنی ہے پر ہوتو ٹھیک ہے۔"[۲]

آزاد کے مندرجہ بالا اعتراض پر قاضی عبدالودود رقم طراز ہیں کہ"اس زمین میں آتش و ناسخ نے بہ کثرت اشعار کہے ہیں اور ان کے غیر مطبوعہ کلیات میں ردیف"کو" ہی ہے۔ دیوان کی طرف رجوع کیے بغیر اعتراض جڑنا غیر ذمہ دارانہ روش ہے"[۳] قاضی صاحب کے اس اعتراض پر رشید حسن خان نے نشاں دہی کی ہے کہ قاضی صاحب کے پاس "آبِ حیات" کا ۱۹۱۷ء کا نسخہ تھا۔اس میں ردیف "میں" موجود ہے۔میرے پاس ۱۸۹۹ء کا نسخہ ہے جس میں ردیف "کو" ہی ہے۔لیکن آگے چل کر وہ ایک غیر ذمہ دارانہ بیان بھی لکھ دیتے ہیں۔بیان یہ ہے۔"آبِ حیات بار بار چھپی ہے۔آزاد کی دیوانگی کا زمانہ بھی معلوم ہے اور یہ کہ آزاد کے ورثا بھی صاحبِ قلم تھے"[۴] رشید حسن خاں کے خیال میں"آبِ حیات" میں داخل ہونے والی تنی تبدیلیوں میں آزاد کے اہلِ خانہ کا بھی دانستہ عمل شامل رہا ہے۔حالانکہ ایسا نہیں۔ "آبِ حیات" میں ہونے والی تبدیلیاں آزاد کے ورثا کے قلم کا نتیجہ نہیں۔[۵] یہ تبدیلیاں خود آزاد کا عمل ہیں۔ ان تبدیلیوں کے کئی محرکات ہیں ۔ایک سبب ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ مذکورہ بالا واقعہ"آبِ حیات" کے پہلے ایڈیشن میں نہیں۔آزاد نے اسے دوسرے ایڈیشن میں شامل کیا ہے۔[۶] اس تبدیلی کا مقصد آتش اور ناسخ پر اعتراض کرنا تھا لہٰذا آتش اور ناسخ پر اعتراض کرنے کی خاطر انھوں نے ردیف "کو" کو جو اصل ردیف تھی ، ردیف "میں" میں تبدیل کر دیا۔لیکن جب آزاد تیسرا ایڈیشن چھپوانے لگے تو اس میں انھوں نے پھر"آبِ حیات" میں کئی تبدیلیاں کیں[۷] جن میں سے ایک

تبدیلی یہ کی کہ ردیف ''میں'' کو ردیف ''کو'' سے تبدیل کر دیا۔شاید آزاد کو یہ احساس ہو گیا ہو کہ ان کی یہ چوری پکڑی جائے گی۔اس لیے ردیف ''میں'' کو ردیف ''کو'' سے تبدیل کر دیا۔تیسرے ایڈیشن کے بعد چھپنے والے ایڈیشنوں میں ردیف ''کو'' ہی ملتی ہے۔جیسا کہ رشید حسن خاں کے بیان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۹۹ء کے ایڈیشن میں ردیف ''کو'' ہی ہے۔''آبِ حیات'' کا ۱۸۹۶ء میں جو ایڈیشن مطبع مجتبائی دہلی سے شایع ہوا اس میں بھی ردیف ''کو'' ہی ہے[۸] لیکن ۱۹۰۰ء کے بعد شایع ہونے والے ایڈیشن دوسرے ایڈیشن کو بنیاد بنا کر چھپتے رہے اس لیے اس میں ردیف ''میں'' ہی موجود ہے[۹] ان ایڈیشنوں میں اسی قبیل کے اختلافات کی وجہ سے آزاد کے حوالے سے بہت سی غلط فہمیوں نے جنم لیا۔ذیل میں تیسرے ایڈیشن میں منقول واقعہ درج کیا جا رہا ہے تاکہ صحیح صورت حال سامنے آسکے۔

''ایک مشاعرہ میں خواجہ صاحب نے مطلع پڑھا:

سرمہ منظورِ نظر ٹھہرا ہے چشمِ یار کو
نیل کا گنڈا پنھایا مردمِ بیمار کو

شیخ صاحب نے کہا سبحان اللہ،خواجہ صاحب کیا خوب فرمایا ہے۔

سرمہ منظورِ نظر ٹھہرا جو چشمِ یار کو
نیلگوں گنڈا پنھایا مردمِ بیمار کو

خواجہ صاحب نے اٹھ کر سلام کیا اور کہا ''جائے استاد خالیست''۔مجھے تعجب ہے شیخ صاحب کے مطلع کا فرماتے ہیں کہ۔

یوں نزاکت سے گراں ہے سرمہ چشمِ یار کو
جس طرح ہو رات بھاری مردمِ بیمار کو

یہاں بیمار پر ہوتو ٹھیک ہے۔''[۱۰]

دونوں ایڈیشنوں میں مندرج اسی ایک واقعہ کے تقابلی موازنے کے بعد صاف ظاہر ہے کہ آزاد نے یہ تبدیلی خود کی اور پھر خود ہی اس پر اعتراض جڑ دیا۔لیکن پھر بعد میں کسی خاص مصلحت کے تحت اصل ردیف کو واقعہ میں شامل کر دیا اور اعتراض کو تبدیل بھی کر دیا۔

''آبِ حیات'' میں مندرج اشعار میں خود ساختہ تبدیلیوں کا ایک محرک آزاد کی پسند و ناپسند میں بھی مضمر ہے۔آزاد جن شعرا کو ناپسند کرتے تھے ان پر طنز کرنے یا انھیں گرانے

کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔اس ضمن میں مرزا مظہرؔ، میرؔ، دردؔ، قائمؔ، مصحفیؔ اور اسی قبیل کے دوسرے شعرا کے تراجم بہ طور ثبوت دیکھے جا سکتے ہیں۔جن میں یہ شعرا آزاد کے مخفی طنزیہ نشتروں سے چھلنی پڑے تڑپتے ہیں۔آزاد کا طریقِ واردات ایسا دلآویز ہے کہ پڑھنے والا بین السطور حقیقت کو سمجھے بغیر ان کے اسلوب کی دلآویزی میں بہہ کر آگے نکل جاتا ہے اور اسے یہ محسوس تک نہیں ہو پاتا کہ آزاد کیا کر گزرے ہیں۔کسی ناپسندیدہ شخصیت کو گرانے کے لیے جہاں آزاد نے واقعات تراشی یا واقعات میں خود ساختہ تبدیلیوں کو روا رکھا ہے وہاں اشعار میں تبدیلیاں کرنا ان کا من پسند مشغلہ رہا ہے۔اس قسم کی مثالیں ''آبِ حیات'' میں کثیر تعداد میں بکھری پڑی ہیں۔صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔آزاد نے مرزا مظہرؔ کے ترجمہ میں سودا کا ایک ہجو یہ قطعہ نقل کیا ہے۔

مظہر کا شعرِ فارسی اور ریختہ کے بیچ
سودا یقین جان کہ روڑا ہے باٹ کا
آگاہِ فارسی تو کہیں اس کو ریختہ
واقف جو ریختہ کے ذرا ہووے ٹھاٹھ کا
سن کر وہ یہ کہے کہ نہیں ریختہ ہے یہ
اور ریختہ بھی ہے تو فیروز شاہ کی لاٹھ کا
القصہ اس کا یہ ہے جو بیچ کہوں
کتا ہے دھوبی کا کہ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

آزاد نے مندرجہ بالا قطعہ درج کر کے آخری مصرع پر یہ حاشیہ چڑھا دیا۔''نکتہ اس میں یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ایک دھوبن گھر میں ڈالی تھی''[۱۱] سودا کا یہ قطعہ ''کلیاتِ سودا'' کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں[۱۲] یہ قطعہ ''کلیاتِ سودا'' کے صرف ایک غیر مطبوعہ نسخہ میں موجود ہے جس کی نشان دہی ڈاکٹر اکبر حیدری نے کی ہے۔ان کے مطابق یہ قطعہ ''کلیاتِ سودا'' نسخہ محمود آباد کے مخطوطہ نمبر ۲۷ میں موجود ہے۔جس کا عنوان ''قطعہ ہجو مرزا مظہرؔ'' ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس قطعہ کا یہ متن نقل کیا ہے۔

مظہر کا شعر ریختے اور فارسی کے بیچ
سودا یقین جان کہ روڑا ہے باٹ کا

آگاہِ فارسی تو کہے اس کو ریختہ
واقف جو ریختہ کی زباں ہے گی ٹھاٹ کا
کہتا ہے سن وہ اس کو یہ اِغلب ہے فارسی
اور ریختہ بھی ہے تو فیروز شاہ کی لاٹ کا
القصہ ہر دو فرقہ کے نزدیک ان کا شعر
کتا ہے دھوبی کا نہ وہ گھر کا نہ گھاٹ کا [۱۳]

مندرجہ بالا دونوں قطعوں کے تقابلی مطالعہ سے صاف آشکار ہے کہ آزاد نے مرزا مظہؔر کی حیثیت کو مجروح کرنے کے لیے متن میں خود ساختہ تبدیلی کر دی ہے۔ ان کی اس تبدیلی کا مقصد مرزا پر دھوبن کو گھر میں ڈالنے کی تہمت باندھنے کے علاوہ کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ سوؔدا کا مطلب وہ ہے ہی نہیں جو آزاد بیان کرنا چاہ رہے ہیں۔ سوؔدا نے تو دراصل مرزا مظہؔر کے اسلوب پر اعتراض کیا تھا نہ کہ ان کی شخصیت پر۔ جیسا کہ آخری شعر کے پہلے مصرعے سے صاف عیاں ہے۔ آزاد نے قطعہ کے متن میں تبدیلیاں کر کے اور اس پر ایک حاشیہ اضافہ کر کے مرزا مظہؔر کی شخصیت کو مسخ کرنے کا طریقہ نکالا ہے۔ ڈاکٹر انصار اللہ، سوؔدا کے مظہؔر کی شاعری پر طنز کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> ''مرزا اُردو کے لفظوں کو ذو معنی نظم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے اجزا کے معنی کی رعایت کا بھی خیال کرتے تھے۔ اس طرح ایک مفرد لفظ کو بہ طور مرکب لفظ کے نظم کر دیتے تھے۔ اکثر ایہام کا لطف پیدا کرنے کے لیے وہ اُردو کے معمولی لفظوں کو بھی اس طرح نظم کر دیتے تھے کہ وہ عربی یا فارسی کے بامعنی لفظ معلوم ہونے لگتے تھے۔ اس قطعہ میں بھی سوؔدا کا اعتراض مرزا کے اُردو میں فارسی اور عربی لفظوں کے بے جا دخل پر ہے۔'' [۱۴]

''آبِ حیات'' میں منقول اشعار میں تبدیلیوں کا ایک محرک یہ بھی ہے کہ جب آزاد کو اپنے موقف کی تائید میں مطلوبہ اشعار نہیں ملتے تو وہ خود اشعار میں اصلاح کر کے انھیں داخل در ''آبِ حیات'' کر دیتے ہیں۔ اس قسم کی مثالیں کثیر تعداد میں ''آبِ حیات'' میں موجود ہیں۔ مثلاً ''زبان اُردو کی تاریخ'' میں آزاد نے اُردو زبان کے ارتقا کی تاریخ لکھی ہے اور اس پر عربی اور فارسی کے اثرات کا تفصیلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں اُردو میں ترجمہ ہونے والے فارسی مرکبات اور محاورات کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

''ایک زبان کے محاورہ کو دوسری زبان میں ترجمہ کرنا جائز نہیں مگر دونوں زبانوں میں ایسا اتحاد ہوگیا کہ یہ فرق بھی اٹھ گیا اور اپنے کارآمد خیالوں کے ادا کرنے کے لیے دل پذیر اور دل کش اور پسندیدہ محاورات جو فارسی میں دیکھے انھیں کبھی بجنسہٖ اور کبھی ترجمہ کر کے لیا'' ۱۵؎

اس حوالے سے آزاد کو فارسی مرکبات ''مردن چراغ'' اور ''کشتن چراغ'' سے اُردو میں ترجمہ ہونے والی تراکیب ''شمع مردہ'' اور ''چراغ مردہ'' کی مثالیں درکار تھیں لیکن جب انھیں تلاش کے بعد یہ مثالیں دستیاب نہ ہوئیں تو انھوں نے استاد کے کلام پر ہاتھ صاف کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران میں انھیں دو شعر اس طبع آزمائی کے لیے دستیاب ہو گئے۔ وہ شعر درج ہیں۔

شمعِ کشتہ کے لیے ہے دمِ عیسیٰ آتش
سوزشِ عشق سے زندہ ہوں محبت کے قتیل
افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑا ہے مردہ سا گویا کفن کے ساتھ ۱۶؎

پہلے شعر میں آسانی یہ تھی کہ ''شمع کشتہ'' کو ''شمع مردہ'' بنانا تھا۔ لیکن دوسرے شعر میں انھیں یہ سہولت میسر نہ ہوئی تو انھیں مکمل شعر تبدیل کرنا پڑا۔ آزاد نے ''آبِ حیات'' میں مذکورہ دونوں اشعار کے یہ متن درج کیے ہیں۔

شمعِ مردہ کے لیے ہے دمِ عیسیٰ آتش
سوزشِ عشق سے زندہ ہوں محبت کے قتیل
داغِ دلِ فسردہ پہ پھاہا نہیں نہ ہو
کام اس چراغِ مردہ کو کیا ہے کفن کے ساتھ ۱۷؎

پہلا شعر ''آبِ حیات'' طبع اول میں نہیں۔ آزاد نے اسے دوسرے ایڈیشن میں اضافہ کیا ہے۔ ۱۸؎ ممکن ہے پہلا شعر طبعِ اوّل کے وقت آزاد کی نظر سے نہ گزرا ہو۔ یا وہ بھول گئے ہوں۔ مزید لطف یہ ہے کہ آزاد جب مذکورہ دونوں اشعار کو اپنے مرتبہ دیوان میں درج کرتے ہیں تو وہی متن درج کرتے ہیں جو حافظ ویران نے اپنے مرتّبہ دیوان میں درج کیا ہے۔ غالب قیاس یہی ہے کہ آزاد کو ''دیوانِ ذوق'' مرتب کرتے وقت اپنی اس تبدیلی کا یاد

نہیں رہا ہوگا اور جب ''دیوانِ ذوق'' مرتب کرنے لگے تو اس میں ''نسخۂ ویران'' میں مندرج متن کو بعینہٖ نقل کر دیا۔

آزاد کو کلامِ استاد پر اصلاح دینے کا ایسا چسکا لگ گیا تھا کہ انھیں ایک مرتبہ کی اصلاح سے سکون قلب حاصل نہیں ہوتا تھا۔ لہٰذا ''حقِ شاگردی'' کی بھرپور ادائیگی کا یہ عمل بار بار جاری رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ استاد ذوقؔ کا کوئی شعر اگر ایک سے زیادہ مقامات پر نقل ہوا ہے تو اس کا متن پہلے متن سے مختلف ہے۔ اصلاح در اصلاح کے اس عمل کی مثالیں آزاد کی تصانیف میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ثبوت میں صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ رکھتا بہر قدم ہے وہ آغوشِ نقشِ پا
ہو خاکِ عاشقاں نہ ہم آغوشِ نقشِ پا
(بیاضِ آزاد ص۹)

رکھتا بہر قدم ہے وہ یہ ہوشِ نقشِ پا
ہو خاکِ عاشقاں نہ ہم آغوشِ نقشِ پا
(''آبِ حیات'' ص۲۹۶)

ہر گام پہ رکھے ہے وہ یہ ہوشِ نقشِ پا
ہو خاکِ عاشقاں نہ ہم آغوشِ نقشِ پا
(دیوانِ ذوق مرتبہ آزاد ص۷۹)

۲۔ جھومر کا نظر سر پہ تیرے اب تو پڑا چاند
تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند
(دیوانِ ذوق مرتبہ ویران ص۴۵)

ماتھے پہ ترے جھمکے ہے جھومر کا پڑا چاند
لا بوسہ چڑھے چاند کا وعدہ تھا چڑھا چاند
(''آبِ حیات'' ص۲۹۵)

ماتھے پہ ترے چمکے ہے جھومر کا پڑا چاند
تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند
(دیوانِ ذوق مرتبہ آزاد ص۱۰۴)

''آبِ حیات'' میں آزاد نے کافی تعداد میں استاد ذوق کا کلام نقل کیا ہے۔ ان میں سے بیشتر کلام ایسا ہے جس میں آزاد کی خود ساختہ تبدیلیوں کے واضح نقوش دیکھے جا سکتے ہیں۔ ذیل میں ''آبِ حیات'' سے ذوق کے ان اشعار کو نقل کیا جا رہا ہے جن میں آزاد نے خود ساختہ تبدیلیاں کی ہیں۔ (درجِ ذیل اور درجِ بالا حوالوں میں ''آبِ حیات'' سے مراد ''آبِ حیات'' مرتبہ راقم ہے۔)

۱۔ وحشی کو دیکھا ہم نے اس آہو نگاہ کے
جنگل میں بھر رہا تھا قلاچیں ہرن کے ساتھ
(''آبِ حیات'' ص۲۴)

وحشی کو ہم نے دیکھا اوس آہو نگاہ کے
جنگل میں بھر رہا تھا قلانچیں ہرن کے ساتھ
(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۹۱)

۲۔ لب پر تیرے پسینہ کی بوند اے عقیق لب
چشمک زنی کرے ہے سہیل یمن کے ساتھ
(''آبِ حیات'' ص۲۵)

چشمک زنی کرے ہے عقیقِ یمن کے ساتھ
(''آبِ حیات'' طبع اول ص۴۷)

اللہ رے تابِ حسن کہ اس کا دُرِ بلاق
چشمک زنی کرے ہے سہیلِ یمن کے ساتھ
(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۹۱)

۳۔ آگ دوزخ کی بھی ہو جائے گی پانی پانی
جب یہ عاصی عرقِ شرم میں تر جائیں گے
(''آبِ حیات'' ص۲۵)

جب یہ عاصی عرقِ شرم سے تر جائیں گے
(دیوانِ ذوق مرتبہ آزاد ص۲۱۲)

جب یہ عاصیِ عرقِ شرم میں تر جائیں گے

(دیوانِ ذوق مرتبہ ویران ص۱۴۰)

۴۔ حاضر ہیں جلو میں تیرے وحشی کے ہزاروں
باندھے ہوئے کہسار بھی دامن کو کمر سے

(''آبِ حیات'' ص۲۷)

حاضر ہیں مرے توسنِ وحشت کے جلومیں
باندھے ہوئے کہسار بھی دامن کو کمر سے

(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۱۰۶)

۵۔ پا بہ زنجیر آبِ جو کی موج میں سب سرو ہیں
کیسی آزادی کہ یاں یہ حال ہے آزاد کا

(''آبِ حیات'' ص۲۷)

سرو موجِ آب جو سے پائے در زنجیر ہے
دیکھ لو آزاد کو یہ حال ہے آزاد کا

(''دیوانِ ذوق'' ص۶۲.)

۶۔ قلابے آسمان و زمیں کے نہ تو ملا
اس بت سے کوئی ملنے کی ناصح بتا صلاح

(''آبِ حیات'' ص۲۸)

قلابے آسمان و زمیں کے ملا نہ تو
اوس ماہ وش سے ملنے کی ناصح بتا صلاح

(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۴۳)

۷۔ یاں کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے
جو تو مانگے گا وہی دوں گا خدا وہ دن کرے

(''آبِ حیات'' ص۲۹۶)

جو تو مانگے گا تجھے دوں گا خدا وہ دن کرے

(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۱۳۵)

۸۔ جینا نظر اپنا ہمیں اصلا نہیں آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہیں آتا
(''آبِ حیات'' ص۲۹۹)
جینا ہمیں اصلا نظر اپنا نہیں آتا
ــ
(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۳۲، بیاض آزاد ص۳۲)

۹۔ ہم تبرک ہووے بس اب کرلے زیارت مجنوں
سر پہ پھرتا ہے لیے آبلۂ پا ہم کو
(''آبِ حیات'' طبع سوم ص۴۵۸)
ہم تبرک ہیں بس اب کرلے زیارت مجنوں
سر پہ پھرتا ہے لیے آبلۂ پا ہم کو
(''آبِ حیات'' طبع دوم ص۴۵۸، ''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۷۹)

۱۰۔ کوہ اور آندھی میں ہوں گر آتش و آب و خاک و باد
آج نہ چل سکیں گے پر آتش و آب و خاک و باد
(''آبِ حیات'' ص۳۰۴)
کوہ اور آندھی میں ہیں گر آتش و آب و خاک و باد
چل نہ سکیں گے آج پر آتش و آب و خاک و باد
(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۶۴)

۱۱۔ روکش ترے رخ سے ہو کیا نورِ سحر رنگ شفق
ہے ذرہ تیرا پر توِ نورِ سحر رنگ شفق
(''آبِ حیات'' ص۳۰۶)
روکش ہو تیرے رخ سے کیا نور سحر رنگ شفق
ہے ذرّہ تیرے فیض کا نور سحر رنگ شفق
(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۳۷)

۱۲۔ آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہ ہوئے پست قامت ہو تو ہو
(''آبِ حیات'' ص۳۰۷)

پست ہمت یہ نہ ہواور پست قامت ہو تو ہو

("دیوانِ ذوق" مرتبہ ویران ص ۸۰)

۱۳۔ پاک رکھ اپنا دہاں ذکرِ خدائے پاک سے
کم نہیں ہرگز زباں منہ میں ترے مسواک سے

("آبِ حیات" ص ۳۱۱)

پاک رکھ اپنا دہن ذکرِ خدائے پاک سے
کم نہیں تیری زباں منہ میں ترے مسواک سے

("دیوانِ ذوق" مرتبہ ویران ص ۱۳۴)

۱۴۔ مقابل اس رخ روشن کے شمع گر ہو جائے
صبا وہ دھول لگائے کہ بس سحر ہو جائے

("آبِ حیات" ص ۳۱۷)

صبا یہ دھول لگائے کہ پھر سحر ہو جائے

("دیوانِ ذوق" مرتبہ ویران ص ۱۳۵)

۱۵۔ نرگس کے پھول بھیجے ہیں بٹوے میں ڈال کر
ایما یہ ہے کہ بھیج دے آنکھیں نکا ل کر

("آبِ حیات" ص ۳۱۸)

ہے یہ اشارہ بھیج دے آنکھیں نکا ل کر

("آبِ حیات" حواشی ص ۵۷۶)

۱۶۔ اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
رو کر گزار یا اسے ہنس کر گزار دے

("آبِ حیات" ص ۳۲۲)

ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

("دیوانِ ذوق" مرتبہ ویران ص ۱۲۹)

۱۷۔ آج کل گرچہ دکن میں ہے بڑی قدرِ سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر
("آبِ حیات" ص۳۲۴)
ان دنوں گرچہ دکن میں ہے بڑی قدرِ سخن

("دیوانِ ذوق" مرتبہ ویران ص۵۱)

۱۸۔ زمیں پہ نورِ قمر کے گرنے میں صاف اظہارِ روشنی ہے
کہ جو ہیں روشن ضمیر ان کو فروغ ان کی فروتنی ہے
("آبِ حیات" ص۳۲۹)
زمیں پہ نورِ قمر کے گرنے سے صاف اظہارِ روشنی ہے
کہ ہیں جو روشن ضمیر ان کا فروغ ان کی فروتنی ہے
("دیوانِ ذوق" مرتبہ ویران ص۱۰۹)

۱۹۔ لگا نہ اس بت کدہ میں تو دل یہ ہے طلسم شکست غافل
کہ کوئی کیسا ہی خوش شمائل صنم ہی آخر شکستنی ہے
("آبِ حیات" ص۳۲۹)
لگا نہ اس بت کدہ میں تو دل جو ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ کر مل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمائل صنم ہی آخر شکستنی ہے
(دیوانِ ذوق مرتبہ ویران ص۱۱۰)

۲۰۔ مرے مزار پہ کس وجہ سے نہ برسے نور
کہ جان دی ترے روئے عرق فشاں کے لیے
("آبِ حیات" ص۳۳۱)
مرے مزار پہ کس طرح سے نہ برسے نور

("دیوانِ ذوق" مرتبہ ویران ص۱۲۵)

۲۱۔ وہ کہے صلِ علیٰ یہ کہے سبحان اللہ
دیکھے مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا
("آبِ حیات" ۳۴۶)

دیکھیں مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا
(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۶۲)

۲۲۔ سر پہ طُرّہ ہے مزّین تو گلے میں بدّھی
کنگنا ہاتھ میں زیبا ہے تو منہ پر سہرا
(''آبِ حیات'' ص۳۴۶)

کنگنا ہاتھ میں زیبا ہے تو سر پر سہرا
(دیوانِ ذوق مرتبہ ویران ص۶۲، آزاد ص۲۵۹)

۲۳۔ دُرِ خوش آبِ مضامیں سے بنا کر لایا
واسطے تیرے ترا ذوقِ ثنا گر سہرا
(''آبِ حیات'' ص۳۴۶)

دُرِ خوش آبِ مضامیں سے بنا کر لایا
واسطے ترے ترا ذوقِ ثنا گر سہرا
(دیوانِ ذوق مرتبہ ویران ص۶۳)

۲۴۔ جس کو دعویٰ ہے سخن کا یہ سنا دے اس کو
دیکھ اس طرح سے کہتے ہیں سخن ور سہرا
(''آبِ حیات'' ص۳۴۷)

جس کو دعویٰ ہو سخن کا یہ سنا دے اس کو
دیکھ اس طرح سے کہتے ہیں سخن ور سہرا
(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص۶۳)

جن کو دعویٰ ہو سخن کا یہ سنا دو ان کو

(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ آزاد ص۲۵۹)

۲۵۔ جتنے نشے ہیں یہاں روش نشۂ شراب
ہو جاتے بد مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں
(''آبِ حیات'' ص۲۳)

جتنے مزے ہیں یہاں روش نشۂ شراب
ہو جاتے بے مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں
(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ آزاد ص ۱۲۶)

جتنے ہیں یہاں مزے روش نشۂ شراب
ہو جاتے بے مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں
(''دیوانِ ذوق'' مرتبہ ویران ص ۶۲)

آزاد نے ''آبِ حیات'' میں استاد کے کلام پر ہی ہاتھ صاف نہیں کیا۔ انھیں جہاں بھی ضرورت محسوس ہوئی، انھوں نے کسی بھی شاعر کے شعر پر اصلاح دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ اس قسم کی بے طلب اصلاحوں کی مثالیں ''آبِ حیات'' میں بکھری پڑی ہیں۔ ان میں سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ قیمت قدر شناساہی سے پہنچے ہے بہم
ورنہ دنیا میں خذف بھی نہیں گوہر سے کم
(''آبِ حیات'' ص ۱۴)

قیمت قدر شناساہی سے پہنچے ہے بہم
ورنہ دریا میں خذف بھی نہیں گوہر سے کم
(''آبِ حیات'' طبع اول ص ۲۶)

۲۔ ملائم ہو گئیں دل پر برہ کی ساعتیں کڑیاں
پہر کٹنے لگے ان بن نہ کٹتیں جن بنا گھڑیاں
(''آبِ حیات'' ص ۱۹)

پہر کٹنے لگے ان بن جنھوں بن کاٹتیں گھڑیاں
(کلیاتِ سودا مرتبہ شمس الدین صدیقی ص ۲۸۷، مرتبہ: محمد حسن ص ۲۴۴)

۳۔ نالہ سینہ سے کرے عزمِ سفر آخرِ شب
راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخرِ شب
(''آبِ حیات'' ص ۲۰)

نالہ سینے سے کرے عزمِ سفر آخرِ شب

(''کلیاتِ سودا'' مرتبہ شمس ص۱۳۴، حسن ص۲۱۵)

۴۔ کون ایسا ہے جسے دست ہو دل سازی میں
شیشہ ٹوٹے تو کریں لاکھ ہنر سے پیوند
(''آبِ حیات'' ص۲۹)

شیشہ ٹوٹے تو کریں ہم بھی ہنر سے پیوند
(''کلیاتِ سودا'' مرتبہ شمس ص۲۲۳، حسن ص۲۸۰)

۵۔ تری وہ مثل ہے کہ اے رضی نہ الی الذی او للذی

(''آبِ حیات'' ص۳۰)

وہ مثل ہماری ہوئی رضی نہ الی الذی او للذی

(''مجموعۂ نغز'' جلد دوم ص۲۷۰)

۶۔ لیا ہے جب سوں موہن نے طریقہ خود نمائی کا
چڑھا ہے آرسی پر تب سے رنگ حیرت فزائی کا
(''آبِ حیات'' ص۵۹)

چڑھیا ہے آرسی پر تب سوں رنگ حیرت فزائی کا
(مجموعۂ نغز جلد دوم ص۳۰۱)

۷۔ یو کنارے مکھ پہ تیرے اے زلیخاوش نہیں
سورۂ یوسف کو لکھا گرد تحریر طلا
(''آبِ حیات'' ص۵۹)

سورۂ یوسف کوں کیتا گرد تحریر طلا
(''مجموعۂ نغز'' جلد دوم ص۳۰۰)

۸۔ کرے ہے دار کو کامل بھی سرتاج
ہوا منصور سے نکتہ یہ حل آج
("آبِ حیات" ص ۶۴)
کرے ہے دار بھی کامل کو سرتاج

("مجموعۂ نغز" جلد دوم ص ۱۹۷)
۹۔ نہ تھا آزردہ دل کنعاں سے یوسف
ڈرا تھا خواب میں اخواں سے یوسف
("آبِ حیات" ص ۶۵)
نہ تھا آزردہ دل کنعاں سیں یوسف
ڈرا تھا اصل میں اخواں سیں یوسف
("دیوانِ ناجی" ص ۲۴۷)
۱۰۔ نہ ہوتا راہ میں گلبانگِ شہرت
جو روتا راہ میں خاراں سے یوسف
("آبِ حیات" ص ۶۵)
نہ ہوتا مصر میں گلبانگِ شہرت
جو ڈرتا راہ کے خاراں سیں یوسف
("دیوانِ ناجی" ص ۲۴۷)
۱۱۔ کوئیں میں جا پڑا یعقوب کا دل
چلا جب نالہ و افغاں سے یوسف
("آبِ حیات" ص ۶۵)

چلا جب نالہ و افغاں سیں یوسف
("دیوانِ ناجی" ص ۲۴۷)
۱۲۔ زلیخا نے بہائے شیر کے نیل
جو رویا درد کے انجھواں سے یوسف
("آبِ حیات" ص ۶۵)

زلیخا نے بہائے تیر کے سیل
جو رویا درد کے انجھواں سیں یوسف
(''دیوانِ ناجی'' ص ۲۴۷)

۱۳۔ جو ناجی ڈر نہ ہوتا معصیت کا
نہ گردن پھیرتا فرماں سے یوسف
(''آبِ حیات'' ص ۶۵)

نہ گردن پھیرتا فرماں سیں یوسف
(''دیوانِ ناجی'' ص ۲۴۷)

۱۴۔ رکھے اس لالچی لڑکے کو کوئی کب تلک بہلا
چلی جاتی ہے فرمایش کبھی یہ لا کبھی وہ لا
(''آبِ حیات'' ص ۶۶)

چلی جاتی ہے فرمائش کبھو یہ لا کبھو وہ لا
(''مجموعۂ نغز'' جلد دوم ص ۲۵۷)

۱۵۔ اگر ہو وہ بت ہندو کبھو اشنان کو ننگا
بھنور میں دیکھ کر جمنا اسے غوطہ میں جا گنگا
(''آبِ حیات'' ص ۶۶)

بھور ہو دیکھ کر جمنا اوسی غوطے میں جا گنگا
(''مجموعۂ نغز'' جلد دوم ص ۲۵۷)

۱۶۔ دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشمِ امید
لب صدف کے تر نہیں ہر چند گوہر میں ہے آب
(''آبِ حیات'' ص ۶۶)
دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشمِ کرم

(''مجموعۂ نغز'' جلد دوم ص ۲۵۷)

۱۷۔ روے روشن کی جو کوئی یاد میں مشغول ہے
مہر اس کے روبرو سورج مکھی کا پھول ہے
(''آبِ حیات'' ص۶۶)
اوس رخ روشن کی جو کوئی یا د میں مشغول ہے
مہر اوس کے روبرو سورج مکھی کا پھول ہے
(''مجموعۂ نغز'' جلد دوم ص۲۵۸)

۱۸۔ لڑے ہوئے تو برس بیں ان کو بیتے تھے
دعا کے زور سے دائی دوا کے جیتے تھے
(''آبِ حیات'' ص۶۶)
لڑے ہوئے نہ برس بیں ان کو بیتے تھے
دعا کے زور سے دائی دووں کے جیتے تھے
(''مجموعۂ نغز'' جلد دوم ص۲۵۸)

۱۹۔ گلے میں ہنسلیاں بازو اپر طلا کے نال

(''آبِ حیات'' ص۶۷)
گلے میں ہیکلیں بازو اوپر طلا کی نال

(''مجموعۂ نغز'' جلد دوم ص۲۵۸)

۲۰۔ جس کے درد دل میں کچھ تاثیر ہے
گر جواں بھی ہے تو میرا پیر ہے
(''آبِ حیات'' ص۶۸)
جس کے درد دل میں کچھ تاثیر ہے
گر جواں ہے وہ تو میرا پیر ہے
(''مجموعۂ نغز'' جلد دوم ص۳۶۸)

۲۱۔ اس کو مت جانو میاں اوروں کی طرح
مصطفیٰ خاں آشنا یک رنگ ہے
(''آبِ حیات'' ص۶۸)

اوس کو مت جانو بتاں اوروں کی طرح

("مجموعۂ نغز" جلد دوم ص ۳۶۸)

۲۲۔ لگے ہیں خوب کانوں میں بتوں کے
سخن یک رنگ کے گویا گہر ہیں
("آبِ حیات" ص ۶۸)

سخن یک رنگ کا گویا گہر ہے
("مجموعۂ نغز" جلد دوم ص ۳۶۸)

۲۳۔ دیکھ آئینہ کو یار ہوا محو ناز کا
خانہ خراب ہو جیو آئینہ ساز کا
("آبِ حیات" ص ۱۴۶)

دیکھ آرسی کو یار ہوا محو ناز کا
خانہ خراب ہو جیو آئینہ ساز کا
("مجموعۂ نغز" جلد دوم ص ۲۳۵)

۲۴۔ ہوئے ہیں ہم ضعیف اب دیدنی رونا ہمارا ہے
پلک پر اپنی آنسو صبح پیری کا ستارا ہے
("آبِ حیات" ص ۱۱۰)

ہوئے ہیں پیر ہم اب دیدنی رونا ہمارا ہے
پلک پر اپنی آنسو صبح پیری کا ستارا ہے
("آبِ حیات" حواشی ص ۵۰۹)

۲۵۔ او مارِ سیاہِ زلف سچ کہہ
بتلا دے دل جہاں چھپا ہو
کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہووے
کاٹا نہ ہفی ترا برا ہو
("آبِ حیات" ص ۱۳۰)

اے مارِ سیاہِ زلف سچ کہہ
بتلا دے کہ دل جہاں چھپا ہو
کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہووے
کاٹا ہے ناف ترا برا ہو
("مجموعۂ نغز" جلد اول ص۳۲۶)

۲۶۔ ہم آگے ہی سمجھے تھے وہ گھر کو سدھاریں گے
جس وقت گجر باجا ماتھا مرا ٹھنکا تھا
("آبِ حیات" ص۱۴۶)
ہم آگے ہی سمجھے تھے تم گھر کو سدھارو گے
جس وقت گجر باجا ماتھا وہیں ٹھنکا تھا
("مجموعۂ نغز" جلد دوم ص۲۶۶)

۲۷۔ اس پردہ نشیں سے کوئی کس طرح بر آئے
جو خواب میں بھی آئے تو منہ ڈھانک کر آئے
("آبِ حیات" ص۱۶۰)

جو خواب میں بھی آئے تو منہ ڈھانپ کر آئے
(بیاضِ آزاد ص۱۲۶)

۲۸۔ دن جوانی کے گئے موسمِ پیری آیا
آبرو خواب ہے اب وقتِ حقیری آیا
("آبِ حیات" ص۲۲۱)

انزوا خواب ہے اب وقت حقیری آیا
("تذکرہ سرور" ص ۲۳۶، کلیاتِ مصحفی، سوم ص۹)

۲۹۔ ہر چند اب ندیم کا شاگرد ہے فغاں
دو دن کے بعد دیکھیو استاد ہو گیا
("آبِ حیات" ص۷۹)

دو دن کے بعد دیکھیو استاد ہوئے گا

(''خوش معرکہ زیبا''،اول ص۱۳۱،تذکرہ ہندی ص۱۶۰)

۳۰۔ خیال زلف ِ دوتا میں نصیر پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

(''آبِ حیات'' ص۲۴۷)

خیال زلف میں سر، اے نصیر پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

(''بہارِ بے خزاں'' ص۱۲۵)

۳۱۔ بل بے ساقی تیری بے پروائیاں
جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں

(''آبِ حیات'' ص۸۶)

جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں
بل بے ظالم تیری بے پروائیاں

(''مجموعۂ نغز''، دوم ص۱۲۲،تذکرہ ہندی ص ۳۵،تذکرہ سرور ص۱۲۶،خوش معرکہ زیبا،اول ص۱۹۷)

۳۲۔ ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا

(''آبِ حیات'' ص۶۴)

ہم نے کیا کیا نہ ترے غم میں اے محبوب کیا

(مجموعۂ نغز، دوم ص۱۹۷)

حوالے اور حواشی

۱۔ ''آبِ حیات'' ص۹۱۔
۲۔ ''آبِ حیات'' طبع دوم ص۳۸۱۔
۳۔ دیکھیے: تدوینِ متن کے مسائل ص۱۳،تذکرۃ الشعرا ص۲۹۔

۴ ادبی تحقیق۔مسائل اور تجزیہ ص۱۲۱۔

۵ آزاد نے ''آبِ حیات'' کے ایڈیشنوں میں دو مرتبہ تبدیلیاں کیں ۔ایک اس وقت جب وہ دوسرا ایڈیشن شایع کروانا چاہتے تھے ۔پہلے ایڈیشن میں آزاد نے بہت سے اضافے کیے ۔اس کی تفصیل ''آبِ حیات'' مرتبہ راقم میں دیکھی جا سکتی ہے۔دوسری مرتبہ اضافے تیسرے ایڈیشن میں کیے۔تیسرے ایڈیشن کے وقت ہونے والی تبدیلیوں کی نشان دہی پہلی مرتبہ راقم الحروف نے اپنے ایم۔فل کے مقالے''تدوینِ آبِ حیات میں کی تھی۔رشید حسن خاں کے مؤقف کہ'' آبِ حیات'' میں ہونے والی تبدیلیوں کا ایک سبب آزاد کے اہل خانہ بھی ہیں ،درست نہیں۔راقم الحروف نے اس بات کی تصدیق مرحوم مشفق خواجہ سے بھی کی تھی۔ان کا کہنا تھا کہ:'' آزاد کے اہل خانہ میں سے کوئی اس اہلیت کا تھا ہی نہیں جو اس قسم کی روش اختیار کرتا''۔

۶ دیکھیے:'' آبِ حیات''،طبع اول ص۳۷۹۔۳۷۶۔

۷ دیکھیے:'' آبِ حیات''،ص۳۸۱۔

۸ دیکھیے:'' آبِ حیات''،مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹۶ء ص۳۴۴۔

۹ '' آبِ حیات''، ۱۹۰۷ء،ص۳۵۴؛'' آبِ حیات'' ۱۹۱۷ء۔

۱۰ '' آبِ حیات''،طبع سوم ص۳۸۱۔

۱۱ '' آبِ حیات''،ص۹۲۔

۱۲ مرزا مظہر اور ان کا کلام،ص ۲۳۸۔

۱۳ ''تحقیقات حیدری''،ص۱۱۸۔

۱۴ ''تاریخ اقلیم ادب''،حصہ دوم،ص ۱۸۶۔۱۸۴۔

۱۵ '' آبِ حیات''،ص۱۵۔

۱۶ ''دیوانِ ذوق''،مرتبہ ویران،ص۹۱۔

۱۷ '' آبِ حیات'' مرتبہ ابرار عبدالسلام،ص ۲۷۔

۱۸ دیکھیے:'' آبِ حیات'' طبع اول،ص۴۹۔

کتابیات

۱۔ آزاد،محمد حسین،'' آبِ حیات''،لاہور،وکٹوریہ پریس،اوّل،۱۸۸۰ء۔

۲۔ آزاد،محمد حسین،'' آبِ حیات''،لاہور،وکٹوریہ پریس،دوم،۱۸۸۳ء۔

۳۔ آزاد،محمد حسین،'' آبِ حیات''،لاہور،مطبع مفید عام،سوم،۱۸۸۷ء۔

۴۔ آزاد،محمد حسین،'' آبِ حیات''،دہلی،مطبع مجتبائی،پنجم،۱۸۹۶ء۔

۵۔ آزاد، محمد حسین، ''آبِ حیات''، لاہور، نول کشور پرنٹنگ ورکس، ۱۹۰۷ء۔

۶۔ آزاد، محمد حسین، ''آبِ حیات''، لاہور، اسلامیہ سٹیم پریس، ۱۹۱۷ء۔

۷۔ آزاد، محمد حسین، ''آبِ حیات''، مرتبہ، ابرار عبدالسلام، ملتان، شعبہ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ۲۰۰۶ء

۸۔ آزاد، محمد حسین، ''بیاضِ آزاد''، مرتبہ، سیّد مبارک علی شاہ، لاہور، عبدالرشید اینڈ سنز، ۱۹۲۳ء۔

۹۔ ابنِ امین اللہ طوفان، ''تذکرۃ الشعرا''، مرتبہ، قاضی عبدالودود، پٹنہ، آزاد پریس سبزی باغ، اپریل مئی ۱۹۵۴ء۔

۱۰۔ اکبر حیدری، ڈاکٹر، ''تحقیقاتِ حیدری''، لکھنو، نصرت پبلیشرز، ۱۹۸۵ء۔

۱۱۔ انصار اللہ، ''تاریخ اقلیم ادب''، حصہ دوم، لکھنو، یو۔پی، اُردو اکادمی، ۱۹۷۹ء۔

۱۲۔ ذوقؔ، محمد ابراہیم، ''دیوانِ ذوقؔ''، مؤلفہ، آزاد، دہلی، علمی پرنٹنگ ورکس، ۱۹۳۳ء۔

۱۳۔ ذوقؔ، محمد ابراہیم، ''دیوانِ ذوقؔ''، مرتبہ، ویران، مطبع محمدی ۱۲۹۷ء۔

۱۴۔ رشید حسن خاں، ''ادبی تحقیق، مسائل اور تجزیہ''، لاہور، الفیصل، نومبر ۲۰۰۳ء۔

۱۵۔ سرور، میر محمد خان بہادر، ''عمدہ منتخبہ'' مرتبہ خواجہ احمد فاروقی، دہلی، شعبہ اُردو، دہلی یونیورسٹی دہلی، اوّل، ۱۹۶۱ء۔

۱۶۔ سودا، مرزا محمد رفیع، ''کلیاتِ سودا''، اوّل تا پنجم، مرتبہ ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۶ء، ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۷ء، ۱۹۹۲ء۔

۱۷۔ سودا، مرزا محمد رفیع، ''کلیاتِ سودا''، جلد اوّل، مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن، نئی دہلی، ترقی اُردو بیورو، ۱۹۸۵ء۔

۱۸۔ قاسم، میر قدرت اللہ، ''مجموعۂ نغز'' مرتبہ حافظ محمود شیرانی، دہلی، نیشنل اکادمی، اکتوبر ۱۹۷۳ء۔

۱۹۔ عبدالرزاق قریشی، ڈاکٹر، ''مرزا مظہر اور ان کا کلام''، بمبئی، ادبی پبلشرز، ۱۹۶۱ء

۲۰۔ مصحفی، غلام ہمدانی، ''تذکرۂ ہندی''، مرتبہ، مولوی عبدالحق، دہلی، جامع برقی پریس، اوّل، ۱۹۳۳ء۔

۲۱۔ مصحفی، غلام ہمدانی، ''کلیاتِ مصحفی''، اوّل تا ہشتم، مرتبہ، ڈاکٹر نورالحسن نقوی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۸ء، ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۱ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۳ء، ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۵ء۔

۲۲۔ مصحفی، غلام ہمدانی، ''کلیاتِ میر''، اوّل تا ششم، مرتبہ، ظلِ عباس عباسی، دلی، علمی مجلس، ۱۹۶۸ء۔

۲۳۔ ناجی، شاکر، ''دیوان شاکر ناجی''، مرتبہ، ڈاکٹر فضل الحق، دہلی، ادارہ صحیح ادب، ۱۹۶۸ء۔

۲۴۔ ناصر، سعادت خان، ''خوش معرکہ زیبا''، جلد اول و دوم، مرتبہ، مشفق خواجہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء۔

o <------> o